نمبر ۱۳۵ رجسٹرڈ ایل

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان پنجاب

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

THE ALFAZL QADIAN

اخبار الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۲ نمبر ۵۱ مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۲۴ء یوم شنبہ مطابق ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا بمبئی سے تار

سرزمین ہند پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ورود مسعود

حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے جماعت کا شکریہ

جماعت احمدیہ بڑی قربانیوں کے لئے تیار رہے

بمبئی سے قادیان تک کا پروگرام

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حسب ذیل تار بنام مولانا مولوی شیر علی صاحب بمبئی سے ۱۸ نومبر بوقت ۵ بج کر ۴۰ منٹ پر چلا۔ اور ۱۹ نومبر ۸ بجے صبح بٹالہ پہنچا۔ اور اسی دن خاص آدمی قادیان لایا۔

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم بخیر و عافیت بمبئی پہنچ گئے ہیں۔ میں اپنی طرف سے اور اپنے رفقاء سفر کی طرف سے تمام احباب جماعت احمدیہ کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے مشن کی کامیابی کے لئے دعائیں کیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ حیرت انگیز کامیابی

بمبئی میں حضرت خلیفۃ المسیح کا شاندار استقبال

تار بنام "الفضل"

بمبئی ۱۹ نومبر ۱۹۲۴ء۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا مع اپنے ساتھیوں کے البیگزنڈرا ڈوک پر جہاز سے اترتے وقت سلسلہ احمدیہ کے دو سو قائم مقاموں نے جو کہ یہاں ہندوستان اور برما کے مختلف مقامات سے جمع ہوئے تھے۔ استقبال کیا۔ جناب مفتی محمد صادق صاحب نے جماعت احمدیہ کی طرف سے حضور کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کا شکریہ ادا کیا۔ اور چند الفاظ اپنے سفر یورپ کی کامیابی کے متعلق ارشاد فرمائے۔ مجمع کے فوٹو لئے گئے۔ اور تمام مجمع ایک جلوس کی صورت میں پھولوں سے سجائی ہوئی موٹروں کے ساتھ لیاقت منزل کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ۲۰ نومبر کو قادیان کے لئے روانہ ہوں گے۔

جو ہمیں اپنے اس سفر کے دوران میں حاصل ہوئی محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی وجہ سے تھی ۔ اس نے ہر قدم پر ہماری نصرت فرمائی ۔ اور ہمارے لئے ایسے اوقات میں دروازے کھولے ۔ جبکہ ہمیں کوئی رستہ نظر نہیں آتا تھا ۔ میں تمام احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے آقا و مولا کے اس خاص فضل کو یاد رکھیں ۔ اور اپنے آپ کو ان بڑی قربانیوں کے لئے تیار کریں ۔ جو انہیں ان اثمار کے حاصل کرنے کے لئے کرنی پڑینگی ۔ جو گذشتہ چار ماہ کے کام کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونیوالے ہیں ۔ اپنی جماعت کا گذشتہ تجربہ مجھے یقین دلاتا ہے ۔ کہ احمدی ہر وہ قربانی کرنے کے لئے بطیب خاطر تیار ہونگے ۔ جس کا مطالبہ ان سے کیا جائیگا ۔ اور اگر وہ ایسا کرینگے ۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دروازے اپنے اوپر ایسی کشادگی کے ساتھ کھلے پائینگے ۔ اور اس کے نور کو اس طرح درخشاں دیکھیں گے کہ ان کے لئے اس دنیا میں اور اگلی دنیا میں کوئی اور خواہش باقی نہ رہیگی ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنی برکات نازل فرمائے ۔ ہمارا پروگرام اب یہ ہوگا کہ ہم بی ۔ بی ۔ سی ۔ آئی میل سے بتاریخ ۲۰ نومبر (پنجشنبہ) روانہ ہونگے ۔ اور ہفتہ کے دن شام کو دہلی پہنچیں گے ۔ پھر دہلی سے ۷ اپ ٹرین میں اتوار صبح کو براستہ غازی آباد بالکمال امرتسر روانہ ہونگے ۔ اتوار رات بٹالہ گذارینگے ۔ اور انشاء اللہ پیر کی صبح قادیان پہنچ جائینگے ۔ قادیان میں تمام دعوتوں کا فیصلہ آپ کو خود کرنا چاہیئے ۔ مگر اس بات کا خیال رہے کہ ہمارے پہنچنے سے پانچ دن کے اندر اندر تمام دعوتیں ختم ہو جائیں

خلیفۃ المسیح "

بمبئی سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا دوسرا تار

بنام

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب

" ہم بخیریت بمبئی پہنچ گئے ہیں ۔ میری صحت اللہ کے فضل سے اب پہلے سے بہت اچھی ہے ۔ میں تمام خاندان کا مبارکباد پر شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ نومولود کا نام خلیل احمد رکھا جائے ۔ " محمود احمد

نوٹ: کیونکہ ایک دن [illegible] تشریف لے جائیں گے ۔ جس کی اطلاع دوسرے تار سے مل رہی ہے ۔ جو آج ۲۰ نومبر کو پہنچا ہے ۔ آخری فقرہ حضرت امام نے ان درخواستوں کے جواب میں لکھا ہے ۔ جو قادیان کے مختلف احباب کی طرف سے حضور کی خدمت میں بمبئی میں پہنچیں ۔

نظم

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا تازہ کلام

(مرسلہ بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی)

(۱)

مری جان و دل کے مالک مری جاں نکل رہی ہے
تیری یاد چٹکیوں میں مرے دل کو مل رہی ہے
نہیں جز دعائے یونسؑ کے رہا کوئی بھی چارہ
کہ غم و الم کی مچھلی مجھے اب نگل رہی ہے
کبھی وہ گھڑی بھی ہوگی کہ کہوں گا یا الٰہی !
میری عرض تو نے سُن لی ۔ وُہ مجھے اُگل رہی ہے

(۲)

اک چشم نیم وا کے میں بھی سرشاروں میں ہوں
درمیاں میں ہوں آ نہ سوتوں میں نہ بیداروں میں ہوں
گرد اس کے گھومتا ہوں روز و شب دیوانہ وار
لوگ گر سمجھیں تو بس اک میں ہی ہشیاروں میں ہوں
ہم سفر سنبھلے ہوئے آنا کہ رستہ ہے خراب
پر قدم ڈھیلا نہ ہو ۔ میں تیز رفتاروں میں ہوں
خود پلائی ہے مجھے اس نے مئے عرفان خاص
معترض ! نادان ہوں میں اس پر کہ میخواروں میں ہوں
پائی جاتی ہے وفا جو اس میں ۔ مجھ میں وہ کہاں ؟
میں کہوں کس منہ سے اسکو میں وفاداروں میں ہوں

سجدات شکر بجا لانے کا موقعہ

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے بخیر و عافیت سفر یورپ سے واپس آنے پر جماعت کو خدا تعالیٰ کا خاص طور پر شکر کرنا چاہیئے ۔ اور حضور کی صحت و عافیت کے لئے دعائیں مانگنی چاہئیں ۔

الفضل
بسم اللہ الرحمن الرحیم
یوم شنبہ ۔ قادیان دارالامان ۔ ۲۲ نومبر ۱۹۲۴ء

مشرق و مغرب کیونکر مل سکتے ہیں؟

پروفیسر محمد دین صاحب مبلغ امریکہ کا لیکچر ایک یونیٹیرین گرجہ میں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی آمد سے پہلے لنڈن کے تبلیغی مشن نے مختلف سوسائیٹیوں کے نام ایک سرکلر لیٹر بھیجا تھا کہ چونکہ حضرت کے ہمراہ مستند علماء اور گریجوایٹ کی ایک جماعت بھی ہے۔ اس لئے اگر کوئی سوسائٹی خواہش کرے تو لیکچر دیئے جا سکتے ہیں۔ اور مضامین کی بھی ایک فہرست دی ہوئی تھی۔ اکثر سوسائیٹیوں نے لیکچروں کی خواہش کی ہے اور نومبر تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ ۶ اکتوبر ۱۹۲۴ء کی شام کو پروفیسر مولوی محمد دین صاحب کا لیکچر لیوشیلیم (لنڈن) کے ایک یونیٹیرین چرچ میں عنوان بالا پر ہوا۔ لیوشیلیم لنڈن کے جنوب مشرقی حصہ میں ہمارے مکان سے کم از کم دس بارہ میل کے فاصلہ پر ہوگا خاکسار اور مولوی محمد دین صاحب سات بجے کے قریب وکٹوریا سٹیشن سے بذریعہ بس روانہ ہوئے۔ مگر راستہ کی ناواقفی کی وجہ سے ہم کو آدھ گھنٹہ کے قریب دیر ہوئی۔ اور ہم ساڑھے آٹھ بجے ہال میں پہونچے۔ وہ بھی گرجہ کے پادری کی بیوی اور بیٹی کی مدد سے۔ کیونکہ ہم اس کے مکان پر جا پہنچے تھے۔ موسم خراب تھا۔ بارش ہو رہی تھی۔ لیکن جب ہم گرجہ میں پہنچے ہیں۔ تو لوگ صبر سے انتظار کر رہے تھے۔ ہمارے پہنچ جانے پر ان کو بہت خوشی ہوئی۔ اور بہیم چیرز سے انہوں نے اس کا اظہار کیا۔ ریورنڈ ہیرسن نے ہم کو خوش آمدید کہا اور حاضرین سے مولوی صاحب کا انٹروڈیوس کراتے ہوئے کہا کہ پروفیسر صاحب اس ہندوستانی ڈیلیگیشن میں سے ہیں۔ جو مذہبی کانفرنس میں شمولیت کے لئے آیا ہے۔ انہوں نے مہربانی کر کے یہاں لیکچر دینا منظور کیا ہے۔ اور ہم ان کے بہت ہی شکر گذار ہیں۔

چونکہ وقت پہلے ہی زیادہ ہو گیا تھا۔ مولوی صاحب ذرا بھی سستانے کے بغیر کھڑے ہو گئے۔ اور انہوں نے اپنی تقریر شروع کی۔ میں اس کا خلاصہ یہاں درج کر دیتا ہوں (عرفانی)

مولوی صاحب نے اپنے دیر سے پہنچنے کا جائز عذر کرنے کے بعد فرمایا کہ:۔

رڈیارڈ کپلنگ (یہ انگلستان کا ایک مشہور مصنف اور شاعر ہے۔ کسی زمانہ میں سول ملٹری گزٹ کا ایڈیٹر بھی رہا ہے) نے کہا ہے۔ کہ مشرق اور مغرب کبھی نہیں مل سکتے۔ یہ ایک شاعرانہ تخیل اور ادبی بلند پروازی کا ایک نمونہ کہا جا سکتا ہے۔

مگر اس تخیل نے مشرق اور مغرب کے درمیان جو رو خیالات کی پیدا کی ہے۔ وہ کسی صورت میں پسندیدہ نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ اس سے اتحاد عامہ کے نازک جذبات کی مخالف تحریک سے نقصان پہنچتا ہے۔ اس لئے میں کہوں گا کہ جو لوگ چاہتے ہیں (اور ہر شخص کی یہ خواہش ہونی چاہیئے) کہ مشرق و مغرب میں اتحاد ہو۔ انہیں عملی طور پر اس تخیل کو غلط ثابت کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے۔

میں ایک مذہبی آدمی ہوں۔ اور پولیٹکس سے تعلق نہیں رکھتا۔ اس لئے اس سوال پر کہ مشرق اور مغرب مل سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر مل سکتے ہیں تو کیونکر؟ زیادہ تر مذہبی نقطہ خیال سے روشنی ڈالوں گا۔ ضمناً اگر حالت حاضرہ کو مدنظر رکھ کر کچھ کہوں۔ تو وہ اس لئے نہیں کہ میں سیاسیات پر بحث کرتا ہوں بلکہ اس لئے کہ مشرق و مغرب کے اتحاد میں وہ سوال بھی قابل غور ہے ؛

دنیا میں اختلاف موجود ہے اور اسی اختلاف میں اتحاد ہے

میں اس امر کا اعتراف کرتا ہوں کہ دنیا میں اختلاف ہے۔ زبانوں کا اختلاف ہے۔ لوگوں کے خیالات طبائع اور مذاق ان کے خط و خال اور رنگ میں اختلاف ہے۔ یہاں جس قدر لوگ موجود ہیں۔ کیا ان کے خیالات اور مذاق عادات سب باہم ایک ہیں؟ نہیں۔ بہت کچھ اختلاف ہے مگر باوجود اختلاف کے پھر بھی اتحاد ہے۔ اور ہم سب ایک جگہ جمع ہیں۔ بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ اسوقت مشرق اور مغرب جمع ہو گیا ہے۔ دنیا کے اس تمام اختلاف کے باوجود ان میں وحدت کا ایک نظارہ ہے۔ اور وہ وحدت بجائے خود خوبصورت اور دلربا ہے۔ گوناگوں پھولوں اور پتوں کو لیکر جو گلدستہ تیار ہوتا ہے۔ وہ کیسا خوبصورت ہوتا ہے۔ اس اختلاف و اتحاد کے یکجا ہونے کا نظارہ پیش کرنے سے میرا یہ مقصد ہے کہ میں بتاؤں کہ اتحاد ممکن ہے۔ اس لئے مشرق اور مغرب کے ملنے کے لئے ہم کو راستہ تلاش کرنا چاہیئے۔ میں مختلف اصولوں کی بنا پر اس سوال کو اور بھی واضح کرتا ہوں۔ سب سے اول میں انسانیت کو لیتا ہوں کہ بحیثیت انسان ہونے کے ہم سب ایک ہیں۔ اور کوئی چیز ہم کو جدا نہیں کر سکتی۔ انسانیت کے لئے مشرق و مغرب کا کوئی سوال ہی نہیں۔ اور نہ انسانیت کی دنیا میں مشرق و مغرب کی کوئی اصطلاح ہے۔ روئے زمین کے جس حصہ میں بھی انسان آباد ہے۔ وہ انسان ہے۔ اس کے جذبات اس کے تخیلات اسکی ضرورتیں اسکی عادات اور حاجات ایک ہی رنگ رکھتی ہیں۔ خوشی۔ غمی کے اثرات ایک ہی قسم کی کیفیتیں پیدا کرتے ہیں اسکے اظہار کا طریق یا الفاظ اور ہوں۔ زبان دوسری ہو۔ مگر کیفیت وہی ہے۔ جو موجودہ اصطلاح کے لحاظ سے مشرق یا مغرب کے آدمی کے دل میں پیدا ہوتی ہو۔ پس جب تک ہم انسانیت کے دائرہ سے قدم باہر نہیں رکھتے۔ ہم مشرق و مغرب کے سوال کو پیدا نہیں کر سکتے۔ اگر ہم انسانیت کے دائرہ کے اندر ہیں۔ اور ہم کو انسان ہی رہنا ہے۔ تو مشرق اور مغرب کی تفرقہ آمیز اصطلاح کو اڑا دینا ہمارا فرض ہو گا۔

اس اتحاد کی پولیٹیکل ضرورت

میں نے پہلے کہا ہے کہ میں سیاسی آدمی نہیں ہوں۔ لیکن سیاسی نقطہ خیال کے ایک پہلو کا تذکرہ کرتا ہوں۔ اس لئے کہ سیاسی خط بھی اتحاد کی طرف لے آتا ہے۔ اور یہ دراصل اس طبعی خواہش کا دوسرا رنگ ہے۔ جو قیام امن کے متعلق پہلے ہر انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔

مشرقی ممالک کی حالت جنگ سے پہلے اور تھی۔ اور جنگ کے بعد ایک عالمگیر بیداری مشرق میں پیدا ہو گئی۔ چین۔ جاپان افغانستان اور دوسرے مشرقی ممالک سے قطع نظر میں ہندوستان کو لیتا ہوں۔ جو برٹش حکومت کے ماتحت ہے۔ جنگ سے پہلے وہاں یہ حالت تھی۔ کہ اگر کوئی انگریز افسر کسی جگہ چلا جاتا۔ تو اس گاؤں یا قصبہ کے تمام لوگ عزت و ادب کے جذبات کو لیکر اس کے دیکھنے کے لئے نکل آتے۔ اس وقت تک وہ لوگ حالات سے واقف نہ تھے۔ اور نہ دوسری حکومتوں کو انہوں نے دیکھا تھا۔ لیکن جب جنگ عظیم شروع ہوئی۔ اور جنگی ضروریات نے ہندوستان کو حکومت کے لئے خدمت کرنے کا موقع دیا۔ اور ہندوستانی سپاہی اپنے ملک سے نکلکر فرانسیسیوں۔ انگریزوں کے ساتھ پہلو بہ پہلو ایک غرض مشترک کے لئے دشمن سے لڑے۔ اور انہوں نے

فرانس اور انگلستان کے نیک سلوک اور برادرانہ برتاؤ کا بچشم خود معائنہ کیا۔ اور یہاں آکر آزادی کے برکات کو دیکھا۔ تو ان میں ایک بیداری پیدا ہوئی۔ اور طبعی طور پر ان میں یہ خواہش سلگ اُٹھی۔ کہ ہم کو بھی اسی قسم کی آزادی سے حصہ ملنا چاہیئے۔

اس بیداری نے جائز یا ناجائز جو کچھ چاہو کہو۔ ایک ایجیٹیشن ہند میں پیدا کر دی۔ اور دوسری مشرقی حکومتوں کو دنیا میں زندہ اور قائم رہنے کے لئے مقابلہ کی جنگ میں اپنا توازن درست رکھنے کے لئے جدوجہد پر مجبور کر دیا۔ اب یہ طبعی خواہش ہے۔ اور جنگ عظیم کے نتائج نے اس کو پیدا کر دیا ہے۔ اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے اگر کوشش نہ کی گئی۔ اور یہ کہا گیا۔ جو کپلنگ کہتا ہے۔ کہ مشرق اور مغرب کبھی نہیں مل سکتے۔

تو آپ سمجھ لیں۔ اس کا انجام کیا ہو گا؟ میں سمجھتا ہوں ایک مدبر سیاست دان کے نقطہ نگاہ سے حالات ایسے پیدا ہو چکے ہیں۔ کہ مشرق اور مغرب کو محبت اور پیار سے مل جانا چاہئے۔ پس جیسے تقاضائے انسانیت ہے۔ کہ اتحاد ہو۔ اور مشرق اور مغرب کی اصطلاحی حدود کو انسانیت کے ایک دائرہ سے بدل دیا جائے۔ اسی طرف سیاست حاضرہ بھی اس کی ضرورت بتاتی ہے کہ یہ اتحاد لازمی ہے۔

تاریخی پہلو

اب میں تاریخی پہلو کو لیتا ہوں کہ کیا تاریخ ہمیں بتاتی ہے یا نہیں کہ مشرق اور مغرب مل سکتے ہیں۔ میں ان تحقیقاتوں پر علمی تبصرہ نہیں کروں گا جو اقوام عالم کی ابتدائی تاریخ کے متعلق ہیں۔ یہ قومیں جو مشرق میں ہیں یا مغرب میں ہیں۔ ان کے متعلق یہ تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ وہ ایک ہی خاندان کے ممبر ہیں۔ کچھ مشرق کو چلے گئے۔ کچھ مغرب کو۔ تو جس طرح پر آج امریکہ میں جا کر بسنے والے برطانی الگ نہیں ہو سکتے۔ گو سمندر نے ان کے درمیان کیسی ہی دوری ڈالدی ہو۔ مگر ان کی زبان ان کے اخلاق و عادات آج بھی پتہ دیتے ہیں۔ کہ وہ کن باپوں کی اولاد ہیں۔ اور ایک ہی ہیں۔ اسی طرح پر زمانہ دراز پیشتر کی ضروریات انسانی نے اگر ایک ہی خاندان کو مشرق و مغرب میں پھیلا دیا ہو۔ تو اب ان کے راستہ میں سمندروں اور پہاڑوں کے کتنے بھی سلسلہ ہوں۔ لیکن آخر وہ بھائی ہیں۔ اس لئے باوجود زبانوں کے اختلاف ملکی اور مقامی ضروریات کے اختلاف کے بھی وہ آخر ایک ہیں اور ان کو ایک ہی ہونا چاہیئے۔ ایک خاندان کے ممبروں میں باہم اختلاف ہو۔ تو وہ اسی وحدت خاندانی کو ترک نہیں کر دیتے۔ تو پھر کس قدر افسوس ہو گا کہ ہم محض اپنی رہائش کے مقامات کے بدل جانے کی وجہ سے ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں۔

علم اللسان

اس کی تائید علم اللسان کے ذریعہ بھی ہوتی ہے۔ یورپ کے بعض علماء کی رائے ہے۔ کہ سنسکرت ام الالسنہ ہے۔ گو میں علمی طور اور دلائل سے اس کو غلط سمجھتا ہوں لیکن دلیل کے لئے اس کو لیکر بھی کیا یہ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ابتدا میں تمام انسان ایک ہی تھے۔ ان میں مشرق اور مغرب کی قیود نہ تھیں۔

مذہبی نقطہ گاہ

ان امور کو پیش کرنے کے بعد آخری اور دراصل سب سے پہلے پوائنٹ کو لیتا ہوں۔ اور وہ مذہبی نقطۂ نگاہ ہے۔ اور اسی میں میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ کیا مغرب اور مشرق میں ملنے کی قابلیت موجود ہے یا نہیں؟

اس وقت مغرب نے مادی علوم اور سائنس میں ترقی کی ہے۔ یہ علوم و ایجادات کیا مشرق میں نہیں پہنچ رہے ہیں۔ مشرقی ممالک کے طالب علم مغرب میں آکر تحصیل کرتے ہیں۔ اور اپنے ممالک میں جا کر اس کا رواج دیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان ارضی علوم میں مغرب اگر ترقی کرتا ہے تو یہ اس کے دماغ سے ہی مخصوص نہیں۔ مشرقی دماغ اس کے سمجھنے اور حاصل کرنے کی برابر قابلیت رکھتے ہیں۔

مشرق نے مغرب کو ہمیشہ مذہب عطا کیا ہے ایک زمانہ تھا کہ یہاں کے لوگ بُت پرست تھے۔ نہ ان میں موجودہ تہذیب تھی نہ تمدن تھا۔ اور نہ مذہب کی ان صداقتوں سے بہرہ ور تھے۔ جو خدا کی طرف سے اس کے نبیوں کی معرفت آتی ہیں۔ مگر مشرق میں پیدا ہونے والے ایک نبی نے (جو گلیل کی گلیوں میں وعظ کرتا پھرتا تھا۔ اور جو اپنی کسی ذاتی وجاہت یا اثر سے کوئی نتیجہ پیدا نہ کر سکتا تھا) اس قوم کو جیت لیا جس کے عہد حکومت میں وہ ایک ملزم کی حیثیت سے اسکے گورنر کے سامنے پیش کیا گیا۔ اور روما کی حکومت اپنی شان اور شوکت کے باوجود اس غریب مگر خدا کے فرستادہ اور برگزیدہ ناصری کی غلام ہو گئی۔ اور پھر وہی مذہب یہاں پر پہنچ گیا۔ اور مغرب نے اس روشنی کو جو مشرق سے پیدا ہوئی تھی اپنے لئے باعث برکت سمجھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشرقی تعلیمات مذہب کو قبول کرنے کی اہلیت مغرب میں پہلے بھی موجود تھی۔ اور میں یقین نہیں کرتا کہ آپ آج یہ کہدیں کہ وہ قابلیت اب مر گئی ہے۔

جس طرح پر خدا نے انسان کی جسمانی زندگی کی ضروریات کا سامان کیا ہے۔ میرے پیدا ہونے سے پہلے آفتاب چاند۔ ہوا۔ پانی۔ زمین اور وہ تمام ضروریات جو میرے زندہ رہنے کے لئے لازمی ہیں۔ موجود ہیں۔ اور ایسا ہی اوّل انسان سے پہلے بھی خدا نے تمام چیزوں کو اوّل پیدا کیا۔ اور بعد میں انسان کو اسی طرح اس نے ہمیشہ اس کی روحانی زندگی کے لئے جو ابدی اور دائمی ہے۔ انتظام کیا ہے۔ اور ہر ضرورت کے وقت اپنی طرف سے ایسے لوگ پیدا کئے۔ جو اس کی وحی سے مشرف ہو کر دنیا کی ہدایت کا موجب ہوئے۔ اور یہ خدا کے نبی دنیا کی ہر قوم اور ہر ملک میں آئے۔ جس طرح پر انسانی زندگی کی ضروریات ہر ملک میں یکساں موجود ہیں۔ غرض اس قانون کے ماتحت اس نے وقت پر ایسے لوگوں کو بھیجا ہے۔ جو باوجود اختلاف طبائع۔ زبان اور رنگ اور مقام سکونت کے پھر دو منزل کو ایک کر دیتے تھے۔ اور اتحاد کی بجھی ہوئی یا رُکی ہوئی رَو کو پھر تیز کر دیتے تھے۔ مسیح کے بعد خدا تعالیٰ نے ایک عظیم الشان پیغمبر عرب میں مبعوث کیا۔ جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور اسے کل نوع انسان کی طرف بھیجا پہلے نبی اگر مقامی یا قومی اتحاد پیدا کرنے کے لئے آتے تھے۔ تو ان کو عالمگیر اتحاد کے لئے بھیجدیا۔ جوں جوں زمانہ ترقی کرتا چلا گیا۔ اور حالات بدلتے گئے۔ اور یہی ضرورت اس اتحاد کی ہوئی۔

دنیا کو متحد کرنیوالے کی آمد

اس زمانہ میں خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم سے ایک اس کے خادم کو دُنیا کے لئے امن اور پاکیزگی پھیلانے کے لئے پیغمبر کر کے بھیجا۔ اور وہ انڈیا میں احمدؑ کے نام سے آیا۔ جس طرح پر گلیل میں خدا کا نبی مسیح ناصری کے نام سے آیا تھا پس اگر مغرب اس مشرقی مسیح ناصری کے پیغام کو قبول کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ تو آج وہ یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ مشرق میں پیدا ہونے والے دوسرے پیغمبر کو قبول نہیں کر سکتا۔

مذہب ہی ایک چیز ہے۔ جو تمام اختلافات کو مٹا کر ایک نقطہ پر جمع کر سکتا ہے۔ اور مذہب ہی ہے۔ جو مشرق اور مغرب کی حدود کو توڑ کر ایک کر دیتا ہے۔ پس جب تک حقیقی مذہب کی روشنی کو لیکر آدمی نہیں چلتا اس کے لئے خطرہ ہے۔

اس وقت سیاسی رو ایک عالمگیر اتحاد کا تقاضا کر رہی ہے۔ اور اس خطرہ عظیم کو محسوس کر رہی ہے۔ جو عدم اتحاد کی صورت میں پیدا ہو سکتا ہے۔ دنیا میں ایک بے اطمینانی اور اضطراب ہے۔ اس اضطراب کو دوست اور دشمن دور نہیں کر سکتے۔ حکومت بھی نہیں کر سکتی۔ بلکہ اصل چیز جو تسلی دے سکتی ہے۔ وہ خدا پر ایمان ہے۔ کیونکہ اسی ایمان کی وجہ سے انسان خدا کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی بھلائی اور خیر خواہی کرتا ہے۔ اور وہ مقابلہ اٹھ جاتا ہے۔ جو تجارتی اور کاروباری زندگی میں پیدا ہو کر جنگوں کا موجب ہو جاتا ہے۔ جنگ عظیم کے اسباب پر آپ نے غور کیا ہوگا۔ کہ اس کی تہ میں تجارتی رقابت اور ملک گیری کی ہوس کا کہاں تک دخل ہے۔ لیکن جب خدا پر زندہ ایمان ہو۔ تو یہ باتیں نہیں رہتیں۔ اور یہ ایمان بغیر خدا کے نبیوں کے پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ خدا کی تائیدات کا مشاہدہ کراتے ہیں۔ پس جس طرح پہلے مشرق نے مغرب کو مذہب کی نعمت دی ہے۔ آج وہی برکت پھر مشرق سے آرہی ہے۔ اور مشرق نے ہاتھ بڑھایا ہے۔ مغرب کا فرض ہے۔ کہ وہ خوشی سے اس ہاتھ کو ویلکم کہے۔ اور اپنا ہاتھ بڑھائے تا دنیا میں عالمگیر امن ہو۔ مشرق کا یہ مسیح کا شہزادہ اسی لئے آیا ہے کہ مشرق اور مغرب کو ایک کر دے۔ پس تم اپنے عمل سے ثابت کر دو۔ کہ سب انسان آپس میں بھائی ہیں۔ اور ہم میں مشرق اور مغرب کا کوئی امتیاز نہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو اور ہم کو توفیق دے۔

ریونڈ رہیریسن کے ریمارک

ریونڈ ہیریسن نے اختتام لیکچر پر کھڑے ہو کر کہا ہمارے ہندوستانی بھائی مسٹر دادین نے جو تقریر کی ہے۔ وہ نہایت فصیح اور عالمانہ ہے۔ اور مذہبی سپرٹ سے پُر ہے۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ ہم خدائے واحد کا اقرار کرتے ہیں۔ اور خدا کے اس نبی اور تعلیم کو مانتے ہیں۔ جس کا نام مسٹر دین نے عزت اور ادب سے لیا ہے۔ اور جس کو وہ بھی خدا کا نبی مانتے ہیں۔ یعنی مسیح اور ہم اس عظیم الشان پیغمبر کو بھی خدا کا نبی مانتے ہیں۔ جو عرب میں پیدا ہوا اور جس کا نام محمدؐ ہے۔ اور میں یہ بھی کہتا ہوں۔ کہ جس مقدس انسان کا نام انہوں نے لیا ہے۔ کہ وہ ہندوستان میں پیدا ہوئے ہیں۔ ہم ان کو بھی مانتے ہیں۔

مقرر نے جس قابلیت اور معقولیت کے ساتھ کپلنگ کے مقولہ کی غلطی کو ثابت کیا ہے۔ وہ علمی حیثیت سے قابل عزت ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس فصیح اور علمی لیکچر کے لئے جو محبت اور اتحاد کی روح پیدا کرنے والا ہے۔ ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ اور میں اس کے لئے مسٹر (ایک شخص کا نام لیا) سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ چونکہ ایشیا میں وہ ساٹھ سال تک رہے ہیں۔ اور ذاتی طور پر مشرق کو انہوں نے مطالعہ کیا ہے۔ وہ اسپر کچھ کہیں۔

چنانچہ انہوں نے کھڑے ہو کر ایک لمبی تقریر مولوی صاحب کی تائید میں کی۔ اور کہا۔ کہ میں ابھی جینوا سے آیا ہوں۔ اور لیگ آف نیشنز کے اجلاسوں میں شریک تھا۔ جس میں ۵۴ اقوام کے باشندے شریک تھے۔ میں نے وہاں یہ نظارہ دیکھا ہے۔ کہ کس طرح عالمگیر اتحاد کے لئے کوشش ہو رہی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ اس زمانہ کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ میں نے مشرق میں رہ کر گذشتہ پندرہ سال سے اس کا مطالعہ کیا ہے روس اور جاپان کی لڑائی میں جو سپاہی پورٹ آرتھر اور منچوریا پر گئے تھے۔ ان میں سے ۵۰ فی صدی نے بتایا ہے۔ کہ مشرق اور مغرب مل سکتے ہیں۔

پروفیسر صاحب نے جس عمدگی اور علمی طریق پر مشرق اور مغرب کے اتحاد کی تشریح کی ہے۔ وہ بہت عزت کے قابل ہے۔ اور اس ملک کے لوگوں کی آنکھیں کھولنے کے قابل ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ اس قسم کے لیکچر ہمارے اہل ملک بار بار سنیں۔ اور اگر وہ سنیں گے۔ تو ان کے لئے مفید ہوگا۔ یہ لڑائی جس نے دنیا کو اپاہج کر دیا ہے۔ حقیقت میں جیسا کہ مسٹر ڈین نے کہا ہے۔ کمرشل رقابت کا نتیجہ تھی۔ غرض یہ لیکچر بہت اعلیٰ ہے۔ اور ہم نے پہلے اس قسم کا عمدہ لیکچر نہیں سنا۔ ضرورت ہے۔ کہ ہم نسل انسانی سے پوری ہمدردی کریں۔ خواہ وہ چائنا کے ہوں یا ہندوستان یا کسی جگہ کے۔ کیونکہ ہم سب ایک ہیں۔ ایسے عمدہ علمی لیکچر اور محبت اور صلح کے پیغام کے لئے مسٹر ڈین کا شکریہ ادا کرنے کی تجویز کو اپنے لئے عزت کا موجب سمجھتا ہوں۔ اور میں بہت خوشی سے اس کی تحریک کرتا ہوں۔ ایک اور بزرگ آدمی نے تائید کی۔ اور شکریہ کا ووٹ چیرز کے ساتھ پاس ہوا۔

شکریہ

مولوی محمد دین صاحب نے اس کے لئے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ کہ مسٹر کپلنگ کے کلام کی اب اسی کے کلام سے توضیح کرکے کہتا ہوں۔ کہ غالباً اس کا یہ منشا نہ ہو اس کے ایک شعر سے بھی پایا جاتا ہے۔ کہ گویا خدا میں ہو کر مشرق اور مغرب مل سکتے ہیں۔ اور حقیقت میں یہی ایک راہ ہے۔ آؤ ہم اس کو اختیار کریں۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو ایک کر دے۔ آمین۔

متواتر چیرز میں یہ تقریر ختم ہوئی۔ آخر میں ریونڈ صاحب نے سفر کے اخراجات پیش کرنے کی اجازت چاہی۔ جو شکریہ سے مسترد کر دی گئی۔ جس کا قدرتی طور پر اس پر اور بھی اثر ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اطلاع

الفضل ۱۵ نومبر میں میاں غلام محمد صاحب لاہوری کی وفات کی جو خبر درج ہوئی ہے۔ اس سے بعض لوگوں کو بابو غلام محمد صاحب فورمین لاہور کے متعلق غلط فہمی ہوئی ہے۔ بابو صاحب بفضلہ تعالیٰ زندہ ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

اتحاد اور اختلاف

(یہ خطبہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۴ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مقام مینی احمدیہ مسجد لنڈن میں پڑھا)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اتحاد و اختلاف کا ایک عالمگیر اصل

انسانی زندگی کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے اور ہوتا ہے۔ دنیا میں جس قدر چیزیں ہیں۔ ان میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ایک ہی قسم کی بہت سی چیزیں ہیں۔ بعض باتوں میں اتفاق اور بعض میں اختلاف ہوتا ہے۔ مثلاً پھلوں میں آم کو لے لو۔ بعض باتوں میں تمام آم ایک ہی بات لئے ہونگے۔ اور بعض میں ایک قسم کے دو آم بھی مشترک نہ ہونگے۔ اسی طرح خربوزہ کو لے لو۔ سیب یا انار کسی کو لو سب میں یہ اصول موجود ہوگا۔ یعنی بعض باتیں سب میں مشترک ہونگی اور بعض باتوں میں ایک دوسرے سے جدا ہونگے۔

اسی طرح جمادات۔ حیوانات اور انسانوں کی حالت ہے کوئی دو چیزیں ایک جنس کی ایسی نہ ملیں گی جن میں اتحاد اور اختلاف نہ ہو۔ یہی حال پھر انسان کے مختلف طبقوں میں ہے۔ اور پھر مختلف ملک کے باشندوں میں بھی یہی حالت ہے۔ بعض باتیں ایسی مشترک ہونگی۔ کہ دنیا کے تمام انسانوں میں پائی جائیں گی۔ اور بعض ایسی مختلف کہ دو بھائیوں میں بھی نہ ملیں گی۔ بعض میں انگریز عرب اور دوسرے متفق ہونگے۔ اور بعض میں مختلف۔

مذہب میں بھی یہی اصل ہے

یہی حال مذہب کا بھی ہے۔ مسلمان عیسائی کو لے لو۔ بہت سی باتیں اور مذاہب ایسی ہونگی۔ کہ ہندو مسلمان اور عیسائی سب انہیں متفق ہونگے۔ اور بعض ایسی ہونگی۔ کہ ان میں ایک مذہب کے دو فرقے بھی مختلف ہونگے۔ یہ امر چھوٹی باتوں میں ہی نہیں پایا جاتا۔ اور تفاصیل ہی میں نہیں۔ بلکہ بڑے بڑے مسائل میں یہ اتحاد اور اختلاف پایا جاتا ہے۔ مثلاً ہستی باری تعالےٰ کا مسئلہ ہے۔ اس کے متعلق عجیب قسم کے اختلافات ہوتے ہیں۔ اور اتفاق بھی ہے۔ اسی طرح ایمان کے متعلق اختلاف بھی ہوتا ہے۔ اور اتفاق بھی۔ اخلاق کے متعلق بھی یہی حالت ہے۔ اور یہ اختلاف اور اتحاد کا دائرہ جزئیات اور تفاصیل میں بڑھتا جاتا ہے۔

اسی طرح انسانی پیدائش کی غرض اور مقصد سب کے لئے ایک ہے۔ اور سب کے سب اسے پورا کرتے ہیں۔ یا پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خواہ کسی نہ کسی رنگ میں ہو۔ مگر پھر ہم دیکھتے ہیں۔

کہ انسان کی غرض اور مقصد مختلف بھی ہے اور اسی اتحاد میں ایک اختلاف نظر آتا ہے۔ جس طرح انسانیت میں سب ایک ہیں۔ مگر مختلف حیثیتوں میں ایک اختلاف بھی نظر آتا ہے۔ جس اختلاف نے بعض کو بعض سے ممتاز کر دیا ہے۔ اسی طرح اغراض اور مقاصد میں اختلاف ہو جاتا ہے۔

غرض مشترک

وہ غرض جو سب نوع انسان میں مشترک ہے۔ اور وہ مقصد جس پر سب دنیا کے انسان متحد ہیں۔ یہ ہے۔ کہ ہر ایک میں یہ خواہش ہے۔ کہ ترقی کریں اور آرام پائیں۔ اس میں سب کے سب متفق ہیں۔ ہر ایک چاہتا ہے۔ کہ اس کو آرام ملے۔ اور وہ ترقی کے انتہائی مقام کو پالے؛

اختلاف کہاں ہے

مگر باوجود اس ایک مقصد میں سب کے متفق ہونے کے اس آرام اور ترقی کی تفاصیل اس کے حاصل کرنے کے متعلق طریق عمل اور اس کے متعلق خیالات میں ایک وسیع سلسلہ اختلاف کا ہے؛

پہلے آرام کی حقیقت ہی میں اختلاف شروع ہو جاتا ہے ایک شخص کام میں مصروف رہنے اور قربانی کرنے کا نام آرام رکھتا ہے۔ دوسرا آرام اس کا نام رکھتا ہے۔ اور ترقی کا مقصد یہ قرار دیتا ہے۔ کہ کسی نہ کسی طرح دوسروں کا روپیہ چھین لے۔ اور صرف لیٹے رہنے اور کام نہ کرنے کا نام آرام کہتا ہے۔

خوشی

غرض مشترک میں ترقی کو بھی میں نے بیان کیا ہے۔ لیکن حقیقت میں صرف ایک خوشی ہی ہے۔ چونکہ ترقی میں خوشی محصور ہو گئی ہے۔ اس لئے ترقی چاہتے ہیں۔ ورنہ زیادہ غور کریں۔ تو صرف خوشی ہی رہ جاتی ہے۔ اس خوشی کے خیال کے ساتھ ترقی کا خیال لازمی ہے۔ پھر اس خوشی کے مدارج اور وسایل ہیں۔ علم وقت زبان کے مزے۔ قوت شنوائی کے مزے ہیں۔ آنکھ۔ ناک اور لمس کے مزے ہیں۔ پھر ان خواہشوں کے بھی مختلف مدارج ہیں۔ غرض خوشی کی ان مختلف خواہشوں کے پورا کرنے کے لئے ترقی کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ پھر جس چیز کو زیادہ پسند کرتا ہے۔ اس کے لئے ترقی کا رنگ اور ہے۔ جس کو کم پسند کرتا ہے۔ اس کے لئے اور؛

غرض مقصد عظیم یہی نظر آتا ہے۔ کہ خوشی حاصل ہو۔ اور آرام ملے۔ تفاصیل میں بے حد اختلاف ہے۔ اور اس قدر اختلاف ہے۔ کہ دو نہیں ملتے۔ ایک کام کرنا چاہتا ہے۔ دوسرا بیکار رہنا۔ ایک مال جمع کرنا چاہتا ہے دوسرا خرچ کرنا۔ ایک لوگوں کو آرام پہونچاتا ہے۔ اور دوسروں کی خدمت کرتا ہے۔ دوسرا لوگوں کو دکھ دیتا ہے۔ اور ان کو تکلیف پہونچا کر اسے مزا آتا ہے۔ اس قدر اختلاف شروع ہوتے ہیں۔ کہ اس کی تفصیل نہیں ہو سکتی۔ چھوٹے سے چھوٹے مسئلہ میں بھی اتحاد خوشی کا نہیں۔ ایمانیات میں بھی یہی حال ہے۔ اور پھر ایمان ہی کو لو۔ ایک کہے گا۔ کہ حد ہے۔ اب آگے فرق ہوگا۔ کہ حد اکس طرح ہے۔ چونکہ ہم۔ خواہشات اور تجربہ جدا جدا ہیں۔ اس لئے ان کے ماتحت فرق ہوتے جائیں گے۔ اور یہی چیزیں ہیں۔ جو دنیا میں فرق پیدا کرتی ہیں۔ اسی تجربہ اور خواہش کے مطابق امتیاز ہوتا ہے۔ ایک کو ترقی مل جاتی ہے۔ اور دوسرا وہیں رہ جاتا ہے۔ تیسرا گر جاتا ہے۔ اور چوتھا بالکل تباہ ہو جاتا ہے؛

ترقی کی اصل جڑ یہی ہے

جس قدر ترقیات ہیں۔ ان کی اصل جڑ یہی ہے۔ کہ وہ اسباب کے ساتھ وابستہ ہے۔ اوّل اس مقصد کی صحت ہو۔ جس میں سب متفق ہیں۔ دوم اس مقصد کی صحت جس میں سب مختلف ہیں۔ ایک میں اتحاد کامل اور دوسرے میں اختلاف کامل پیدا کرنا۔ ترقیات کی جڑ ہے۔ پس اس خوشی کو صحیح اور درست بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ جب انسان اس طریق پر چلتا ہے۔ تو وہ نہ صرف ترقی کرتا ہے۔ بلکہ اس کو حقیقی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اور جو لوگ اس بات سے یہ مثلاً تسلی پا لیتے ہیں۔ کہ علم کامل ہو گیا۔ وہ ترقیات نہیں کر سکتے۔ اور نہ ان پر کوئی فیض نازل ہو سکتے ہیں اس بات کو خوب یاد رکھو۔ کہ اختلاف احوال و اتحاد احوال ترقیات کی دو مضبوط جڑیں ہیں۔ اتحاد میں کوشش کرے۔ تاکہ نبی نوع انسان سے الگ نہ ہو جاوے۔ اور اس میں ایسا اشتراک پیدا کرے جیسے انسانیت کا اشتراک ہے۔ کہ کسی صورت میں اس سے الگ نہیں ہو سکتا۔ اور دوسری طرف اختلاف میں ترقی کرتا جاوے۔ اور اس قدر اختلاف میں ترقی کرے۔ کہ نہ صرف لوگوں سے اختلاف ہو۔ اسے اپنی ذات سے بھی اختلاف ہو۔ اور اپنی ذات سے اختلاف یہ ہے۔ کہ کل جس مقام پر تھا۔ آج وہاں نہ ہو۔ بلکہ اس سے آگے نکل جاوے۔ مومن کے دو دن برابر نہیں ہونے چاہئیں۔ جب انسان اس اختلاف میں ترقی کرتا ہے تو یہی اختلاف اس کے مدارج کی ترقی کا موجب ہوتا ہے اسی کی طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے۔ اختلاف امتی رحمۃ جب تک اختلاف میں ترقی نہ ہو۔ ہر قسم کی ترقی رک جاتی ہے۔ مثلاً ایک انسان ساری دنیا کے لوگوں کو دیکھے۔ کہ سفید پگڑیاں پہنے ہوئے ہیں۔ اب اگر اسکی خواہش اس سفید پگڑی تک ہی محدود ہو گی۔ تو جب سفید پگڑی میسر آگئی۔ تو پھر خواہش پیدا نہ ہو گی۔ یا مثلاً فلالین کا کوٹ دیکھتا ہے۔ جب وہ مل گیا۔ تو ترقی سے رہ جائے گا۔ لیکن جب وہ مختلف رنگوں کو دیکھتا ہے۔ تو ان کے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پھر ایک کی بجائے دو تین چاہتا ہے۔ اور اس طرح اس کی کوشش اور محنت بڑھ جائے گی۔ کیونکہ وہ چاہتا ہے۔ کہ ایک سے زیادہ ہوں۔ اور اس کی ترقی کا یہ ایک ذریعہ ہو گا۔ اسی اصل پر اپنے معاملات کو دیکھ لو۔ اور اگر صرف نماز ہی ہوتی تو اس کی ترقی محدود ہو جاتی۔ لیکن جب مختلف قسم کے اعمال ہیں۔ تو ان سے ایک دیوائٹی (تنوع) پیدا ہو کر ترقیات کا سلسلہ وسیع ہو جاتا ہے؛

غرض یاد رکھو۔ کہ اختلاف ترقی کی خواہش پیدا کرتا ہے۔ یہ خواہش اس چیز کو دیکھ کر ہوتی ہے۔ جو اس کے پاس نہیں ہے۔ اس اختلاف سے وہی مراد ہے۔ جو ویرائٹی کو پیدا کرتا ہے۔ اور غرض مشترک کے لیے اتحاد کامل کی ضرورت ہے۔ ایسا اتحاد کہ کل کے کل ایک وجود کا حکم رکھیں۔ پس ترقی کے لئے یہ اختلاف ضروری ہے۔ اور اس سے مراد اختلاف رکھنا نہیں۔ بلکہ اختلاف بڑھانا ہے۔ جس جس قدر یہ ویرائٹی کا اختلاف بڑھیگا۔ اسی قدر ترقی ہو گی۔ اور دوسری طرف اتحاد کامل کے رشتہ کو ہاتھ سے نہ دو۔ روحانیت کی ترقی اور جڑ اسی سے وابستہ ہے؛

قرآن کریم کی تعلیم

قرآن کریم اسی اختلاف اور اتحاد کیطرف رہنمائی کرتا ہے۔ غور کرو۔ کہ قرآن کریم نے ان دونوں اصولوں کو کس طرح جمع کیا ہے۔ فرماتا ہے۔ ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ یہ اتحاد کامل کی طرف اشارہ ہے۔ بندہ درخواست کرتا ہے۔ کہ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں۔ اور تیری ہی مدد چاہتے ہیں۔ باوجودیکہ وہ اکیلا اس کو پڑھتا ہے مگر دوسروں کو بھی شریک کرتا ہے۔ یہ اتحاد کی تعلیم ہے۔ وہ گویا اتحاد چاہتا ہے۔ اور وہ اتحاد انسانیت کا اتحاد ہے۔ جس مقصد میں سب ایک ہو سکتے ہیں۔

پھر آگے کہتا ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم۔ اس میں اس اختلافی خواہشات کا اشارہ ہے۔ صراط مستقیم میں کئی منازل ہونگے۔ کچھ بہت آگے جا رہے ہیں۔ کچھ ان سے پیچھے۔ پھر ان کو دیکھ کر خواہش پیدا ہو گی۔ کہ ان سے ملیں۔ اس اختلاف نے ترقی کی تحریک پیدا کر دی ہے۔ پہلی آیت نے اتحاد کامل کی تعلیم دی ہے۔ جب اتحاد کامل ہو جاتا ہے۔ تو وہ ایک قسم کے فیضان کو حاصل کرتا ہے۔ جو اس اتحاد سے ہی وابستہ ہے۔ اور اس کے بعد دوسری آیت میں اختلاف کامل کی طرف رہنمائی کی ہے۔ جس سے مدارج ترقیات کے پیدا ہوتے ہیں۔ غرض یہ دو باتیں ہیں جو اسلام انسان سے چاہتا ہے۔ اور انسان اسکی خواہش تو کرتے ہیں۔ مگر مفہوم نہیں سمجھتے۔ کہ کیا کر رہے ہیں۔ پس تم ان دونوں باتوں کو ہمیشہ مد نظر رکھو؛

فریضہ زکوۃ

جن صاحب نصاب احمدی مردوں یا عورتوں نے تاحال اپنے مالوں پر زکوٰۃ ادا نہیں کی۔ وہ بہت جلد اس طرف توجہ فرمائیں۔ جس مال کی زکوٰۃ دیئے پر ایک سال گذر جائے۔ اسکی زکوٰۃ ادا کر دینی چاہیئے؛

بہائی اپنے مذہب کی اصولی کتب تلاش کر رہے ہیں
اسلئے مناظرہ میں توقف چاہتے ہیں

یہ اس چٹھی اور مضمون کی نقل ہے۔ جو بہائیوں کو بھیجی گئی۔
(ایڈیٹر)

(بخدمت جناب حشمت اللہ صاحب پریذیڈنٹ شعبہ تبلیغ بہائیہ۔ آگرہ)

میں جیسا کہ آپکو معلوم ہو چکا ہوگا۔ قادیان سے باہر سفر پر تھا۔ میری غیر حاضری میں ۔ ۔ ۔ آپکی جو چٹھی دفتر میں موصول ہوئی۔ وہ میں نے ۱۵ر نومبر کو پڑھی۔ اور اسی روز کوکب ہند میں وہ چٹھی مطبوعہ بھی پہنچی۔ اس کے جواب میں مفصلہ ذیل تحریر میں نے پریس میں دیدی ہے۔ جس کی نقل قلمی آپکو ارسال کرتا ہوں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ آپ مباحثہ کے متعلق ضرور قدم آگے اٹھائینگے۔ اور جیسا کہ پرچہ کوکب ہند مورخہ ۹ر نومبر (موصولہ ۱۵ر نومبر) کے مضمون سے (جو بعنوان جماعت احمدیہ کو دعوت و بشارت اسی گفتگوئے مناظرہ کے سلسلہ میں آپ نے طبع کرایا ہے) یہ ظاہر ہوتا ہے۔ خدانخواستہ اسکو اخباری اکھاڑہ بنا کر ٹالنے کی کوشش نہ فرمائیں گے۔ (ناظر دعوت تبلیغ)

احباب کرام کو معلوم ہے۔ کہ ہم نے مرزا حسین علی المعروف بہ بہاء اللہ کے پیرووں کا چیلنج مناظرہ منظور کرلیا تھا۔ اور انکو لکھا تھا۔ کہ اپنی بنیادی و اصولی کتب یا ان کی نقول مصدقہ مہیا کر دو۔ جس کے لئے ہم تمام مناسب اخراجات برداشت کریں گے۔ اور پھر مبحث و شرائط و تاریخ وغیرہ کا تصفیہ کر لیا جائے۔

بہت سوچ کے بعد ۹ر نومبر کے کوکب ہند میں جو ۱۵ر نومبر کو ہمیں ملا ہے۔ یہ لکھا ہے۔ کہ آپ (کتاب اقدس مبین اقتدار) ان کتابوں کو میرے پاس بھیجدیجئے میں بعد ملاحظہ تصدیق کر دوں گا۔ کتاب بیان طبع بھی نہیں ہوئی ہے۔ اور نہ ہندوستان میں دستیاب ہو سکتی ہے"

یہ مذہب کے ساتھ عجیب مسخرا پن ہے۔ کہ دعوت و بشارت تو دی جاتی ہے۔ جبکہ اہل علم کو اور ان کو سنایا جاتا ہے۔ کہ قرآن مجید آخری کتاب ہے۔ اسکو منسوخ کرنے والا البیان ہے۔ اور پھر اسی کی ناسخ اقدس۔ اور جب طالبان احقاق حق کہتے ہیں۔ کہ ہمیں وہ کتاب دکھاؤ۔ تو کہا جاتا ہے۔ کہ وہ طبع بھی نہیں ہوئی ہے۔ اور نہ ہندوستان میں دستیاب ہو سکتی ہے۔ کوئی پوچھے کہ پھر لوگوں کو اور خصوصاً اہل اسلام کو کیا کہتے ہو۔ جن کے پاس ایک مکمل کتاب اللہ تقریباً گھر گھر موجود ہے۔ ایک طرف ہمیں کہا جاتا ہے۔ کہ بہائی کتب بنیادی و اصولی لاؤ میں تصدیق کر دوں گا۔ اور دوسری طرف اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ سب سے پہلی کتاب جو ناسخ قرآن مجید ہے۔ اور جس پر بہائیوں کے مذہب کی بناء و ابتداء ہے۔ وہ دستیاب ہی نہیں ہو سکتی۔ کیا اسی کو کہتے ہیں۔ نعوذ جو سب سے بڑی دلیل صداقت بیان کیجاتی ہے۔ پھر عجیب بات ہے۔ کہ دعویٰ تو ہے۔ تصدیق کرنے کا۔ اور خیر سے اپنے سرمایہ کا یہ حال ہے۔ کہ اشتہار ہوتے موٹے حروف میں یہ دیا گیا ہے۔

کتاب البیان کتاب الاقدس کتاب المبین کتاب الاقتدار	برائے مناظرہ با جماعت قادیان لازم است ہر کس کہ نزد خود عاریتاً یا مجاناً یا بقیمت این کتب تقدیم نماید مرحمت فرمودہ راقم اسالیصدر لجنۃ الاشاعۃ مخابرہ نماید۔ حشمت اللہ آگرہ۔

یعنی جماعت قادیان کے ساتھ مناظرہ کرنے کیلئے (نہ انکو دینے کے لئے۔ الفضل) ان کتابوں کی ضرورت ہے۔ جس صاحب کے پاس ہوں۔ عاریتاً یا مفت یا قیمت لیکر لجنۃ الاشاعت آگرہ کو بھیجدے۔

خوب! تو پھر ہم انتظار کرتے ہیں۔ آپ پہلے اپنے مذہب کی اصولی و بنیادی کتب تلاش کر لیجئے۔ جب آپکے پاس پہنچ جائیں۔ تو ہم اپنا آدمی بھیجدیں گے۔ آپ اپنے الٰہی کتب کی مصدقہ نقول یا اصل نسخے مہیا فرمادیں۔ تو پھر مناظرہ کر لینا۔ فی الحال تیاری کر لو۔ تصدیق کس طرح کرو گے۔ جب البیان دستیاب ہی نہیں ہوتی۔ اور دوسری کتب کے لئے اعلان کر رہے ہو۔ کہ مہیا کر دی جائیں۔

ہمارے خیال میں ایک عالمگیر مذہب کی مدعی قوم کیلئے یہ امر باعث شرم بلکہ ان کے کذب و باطل پر ہونے کا بین ثبوت ہے۔ کہ ان کے پاس اپنی کتب بھی نہیں۔ اور لوگوں کو ان کے ماننے کی دعوت دیجاتی ہے۔ بہائیوں کو ہمارا ممنون ہونا چاہیئے۔ کہ ہم نے انہیں انکی کتابوں کا کچھ حصہ دکھایا۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ وہ تمام کتابیں مکمل حالت میں آپ کے سامنے مہیا کر دیں۔ یہ کام آپکا ہے۔ جن کا مذہب ہے۔ البتہ اب تک ہم نے کوئی غلط حوالہ دیا ہو تو اسے ظاہر کرو۔ اور اپنی اصل کتابیں ہمارے حوالے کرو۔

آخر میں صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اب جس زور شور سے مناظرہ کا چیلنج دیا تھا۔ اسپر قائم رہو۔ اتنی جلد پیٹھ نہ دکھاؤ نہ فرار کی راہ اختیار کرو۔ ہم ہر وقت مناظرہ کے لئے تیار ہیں۔ لیکن مناظرہ کو صحیح طور پر مفید بنانے کے لئے ضروری ہے کہ جناب علی محمد معروف بہ باب و جناب حسین علی معروف بہ بہاء اللہ کی اصل کتابیں ہمارے قبضہ میں ہوں۔ جس کا ابتداء سے ہم مطالبہ کر رہے ہیں۔ اور مناسب خرچ کے لئے آمادہ ہیں۔ مگر اس کے جواب میں سوائے گالیوں کے غالباً آپ کے پاس کچھ نہیں۔ کیونکہ پہلے آپنے ایک غیر معروف شخص عبدالرحمٰن سے گالیاں دلوائیں۔ اور اب پھر انہی گالیوں کا اعادہ ہمارے جواب میں کوکب ہند میں شروع کر دیا ہے۔ خیر بہرحال ان کتابوں کے لئے اشتہار دیکر جگ ہنسائی کی کیا ضرورت تھی۔ عکا سے منگوا لیتے۔ وہاں تم اپنا مرکز بیان کرتے ہو گو جھوٹے کے گھر تک پہنچنے والے اپنی آنکھوں سے دیکھ آئے ہیں۔ کہ کیا حال ہے۔ کچھ بھی نہیں۔

بالآخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر آپ لوگ صدق دل سے چاہتے ہیں۔ کہ مناظرہ ہو۔ اور آپکا دلی ارادہ اس مناظرہ سے (جسکو ہم نے منظور کر لیا ہے) گریز کا نہیں۔ تو آپکا اولین فرض ہے۔ کہ ہمارے لئے مطلوبہ اصولی کتب بہم پہنچائیں۔ جب تک آپ لوگ اپنے مذہب کی اصولی کتب جو جناب علی محمد اور جناب حسین علی نے خود لکھی ہیں۔ نہ دیں جن سے ان ہر دو شخصوں کے اصل دعاوی پر روشنی پڑ سکتی ہے۔ اس وقت تک آپ لوگوں پر ہماری حجت ملزمہ قائم ہے۔ باوجود خرچ دینے کے اصل مجموعہ کتابیں ہمارے حوالے نہ کرنا اور نہ ان کی مکمل تحقیق طور پر ان کے دعاوی کے متعلق بحث کرنے کے لئے زبانی کہتے جانا عملی طور پر بہائیوں کا مباحثہ کرنے سے فرار ہے۔

محمد ظہور الدین اکمل۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ

شکریہ احباب: حضرت قبلہ مولانا میر محمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر بطور تعزیت بزرگان عظام و برادران کرام نے جو عنایت نامے ارسال کئے ہیں۔ انکے میں اور حضرت مغفور کے اہلبیت شکر ادا کرتے ہیں۔ بوجہ طاعون میں شہر سے ۶ میل فاصلہ پر معہ اکثر احباب مقیم ہوں۔ اور فرداً فرداً اپنے بزرگوں کے نوازش ناموں کا جواب نہیں لکھ سکتا۔ اسلئے اخبار کے ذریعہ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خاکسار۔ سید بشارت احمد۔

اشتہارات

لوگ موتیوں کے سرمہ کے گرویدہ ہیں

اسلئے کہ یہ ضعف بصر۔ ککرے۔ خارش چشم۔ جالا۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ابتدائے موتیابند۔ غرضیکہ آنکھوں کی جملہ بیماریوں کیلئے اکسیر ہے۔ اس کا استعمال آنکھوں کو عینک سے نجات دلانے کے علاوہ آئندہ بیماری سے محفوظ بھی رکھتا ہے۔ قیمت فی تولہ ۴؎ محصولڈاک علاوہ۔ پانچ تولے کے خریدار کو محصولڈاک معاف۔ لاکھ شہادتوں کی شہادت ملاحظہ ہو۔

جنرل سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان:۔ جناب علامہ حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب مبلغ امریکہ و ایڈیٹر و جنرل سکرٹری صدر انجمن احمدیہ فرماتے ہیں۔ کہ موتیوں کا سرمہ میں نے [illegible] استعمال کیا اور بہت مفید پایا۔ ملنے کا پتہ:۔
منیجر کارخانہ موتیوں کا سرمہ [illegible] ضلع گوجرانوالہ

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت بابو داتر کشن سنگھ صاحب بی۔ اے۔ ایڈیشنل سب جج درجہ چہارم انبالہ

دسوندھی پسر بھگن ذات کمہار ساکن انبالہ شہر محلہ کمیاری متصل محلہ سپاہی‌ال مدعی۔

بنام

اننت رام ولد جیو ناتھ کمہار سکنہ انبالہ شہر محلہ نیا بانس و مہدی حسن ولد حافظ عبد الکریم قوم راجپوت سکنہ انبالہ شہر۔ محلہ نیا بانس محرر مسٹر ظہیر الدین صاحب وکیل انبالہ شہر

دعوے دلاپانے مبلغ ۱۵۰ روپیہ اصل و سود و سود در سود بروئے تمسک مورخہ ۱۸/۱۱/۱۹۱۸ اشتہار بنام اننت رام ولد جیو ناتھ کمہار سکنہ انبالہ شہر۔ محلہ نیا بانس۔

مقدمہ مندرجہ بالا میں درخواست مع بیان حلفی مدعی سے عدالت کو اطمینان ہوگیا ہے۔ کہ اننت رام مدعا علیہ مذکور سمن سے دیدہ و دانستہ گریز کرتا ہے۔ لہذا اس کے خلاف اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر اننت رام مدعا علیہ مذکور مورخہ ۹ ر دسمبر ۱۹۲۴ء کو اصالتاً یا وکالتاً بذریعہ مختار حاضر عدالت ہذا نہ ہوگا۔ تو اسکے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۱۲ ر نومبر ۱۹۲۴ء بہ ثبت ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم

ضرورت رشتہ

ایک نوجوان لڑکی عمر چودہ پندرہ سال تعلیم یافتہ قوم ککے زئی کیلئے رشتہ کی تلاش ہے۔ لڑکا ۲۰ سے ۳۰ سال تک کی عمر کا احمدی متقی تعلیم یافتہ برسر روزگار یا طالب العلم ہو۔ ککے زئی۔ پٹھان۔ شیخ۔ سید۔ مغل۔ راجپوت لڑکے کو علی الترتیب ترجیح دیجاویگی۔ اور اس میں بھی ضلع ہوشیارپور اور اسکے ملحقہ اضلاع کے باشندوں کو علی الترتیب منتخب کیا جاویگا۔ خط وکتابت ناظر امور عامہ جماعت احمدیہ قادیان سے ہو۔

ضرورت رشتہ

میرے ایک احمدی دوست قوم قریشی متوطن ضلع سیالکوٹ زراعت پیشہ صاحب جائداد بتنخواہ ۶۰ ماہوار ہیڈ ماسٹر سکول ہیں۔ پہلی بیوی فوت ہوجانیکی وجہ سے نکاح ثانی کے خواہاں ہیں۔ مفصل حالات پتہ ذیل سے دریافت فرمادیں۔
میاں غلام قادر مدرس [illegible] ڈاکخانہ لبانوالہ [illegible]

ضرورت ہے

(۱) ہر جگہ کے احمدی تاجران کی جو بھوپال میں اپنی تجارت کو فروغ دینا چاہیں (۲) ایسے سرمایہ دار احمدی احباب کی جو کم از کم یکصد روپیہ ایک نفع بخش کام میں لگانا چاہیں۔
مفصل حالات از جنرل سپلائنگ ایجنسی بھوپال۔

ضرورت ہے۔

نو ایجاد مشین سیویاں کے ایسے خریداروں کی جو بعد استعمال مشین ہذا سارٹیفکیٹ ارسال فرما کر مشکور فرمادیں۔ قیمت مشین معہ سوراخ چھلنی ۱۲۰ پالش شدہ ۸ روپیہ
(منیجر کارخانہ مشین سیویاں قادیان پنجاب)

موسم سرما کا تحفہ

ایک خوش ذائقہ خوش رنگ خوشبودار شربت ہے۔ جو بچوں بوڑھوں جوانوں عورتوں اور مردوں سب کیلئے یکساں مفید ہے کھانسی نئی ہو یا پرانی۔ زکام اور دیگر تمام سینہ کی بیماریوں کیلئے اور ہر قسم کی اعصابی کمزوری کیلئے ایک نہایت فائدہ بخش چیز ہے۔ خاصکر سرما میں اس شربت کا استعمال ہر مزاج کے موافق ہے۔ قیمت فی بوتل معہ محصولڈاک ۲؎ صرف۔

اکسیر تسہیل ولادت:۔ کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔ ولادت کیوقت اسکے استعمال سے بفضل خدا نہایت آسانی سے بچہ پیدا ہو جاتا ہے اور ایسے وقت میں جبکہ کوئی عزیز سے عزیز بھی کام نہیں آسکتا یہ ناچیز ہدیہ سچا غمگسار ثابت ہو چکا ہے قیمت معہ محصولڈاک ایک روپیہ صرف۔ منیجر شفاخانہ دلپذیر بسلانوالی ضلع سرگودھا۔

تازہ خبریں

— لنڈن ۱۶ ر نومبر۔ بقول اخبار ٹائمز گورنمنٹ ہند نے فیصلہ کردیا ہے۔ کہ ۱۹۲۵ء کی سلطنتی نمائش میں ہندوستان حصہ نہیں لیگا۔

— قسطنطنیہ ۱۶ ر نومبر۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ترکوں نے ایک برطانوی افسر کے ساتھ سرحد موصل کی حدبندی کے سلسلے میں اپنے ترکی افسر مقرر کئے ہیں۔

— برسلز ۱۶ ر نومبر۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کل ترکوں نے مقررہ وقت کے اندر اندر علاقہ متنازعہ بالکل خالی کر دیا ہے۔

— قسطنطنیہ ۱۷ ر نومبر۔ اخبارات کا بیان ہے۔ کہ مصطفی کمال پاشا بحری اور فوجی مشن کے ساتھ فرانس تشریف لیجائینگے انکی معیت میں عصمت پاشا اور فرانسیسی سفیر متعینہ انگورہ بھی ہونگے۔

— لنڈن ۱۶ ر نومبر۔ کونسل ہند کی ممبری کیلئے صاحبزادہ آفتاب احمد خان کی جگہ سر محمد رفیق ممبر مقرر کئے گئے ہیں۔

— چوہدری لال چند سابق وزیر گورنمنٹ پنجاب سٹیٹ کونسل کے ممبر نامزد کئے گئے ہیں [illegible]

— مدراس ۱۷ ر نومبر۔ ۳۲ موپلوں کا ایک گروہ جو موپلہ عورتوں اور بچوں پر مشتمل تھا۔ مدراس پہنچا۔ یہ لوگ جزائر انڈمان کو جارہے ہیں۔ بغاوت موپلہ کے سلسلہ میں ان موپلہ عورتوں کے خاوندوں کو جلاوطنی کی سزا دی گئی تھی۔ اب وہ وہاں اپنے خاوندوں کے ساتھ رہنے کیلئے جارہی ہیں۔

— قاہرہ ۱۵ ر نومبر۔ خبر ہے۔ کہ ابن سعود کی وہابی افواج نے امیر علی کی حجازی فوجوں کو جنہوں نے جدہ سے مکہ پر چڑھائی کی تھی۔ سخت شکست دی ہے۔

— پنڈت مدن موہن مالویہ سنیچر وار کی شام کو لاہور میں پہنچے۔

— مسٹر مانٹیگو سابق وزیر ہند کا ۱۵ ر نومبر کو لنڈن میں انتقال ہو گیا۔

— زغلول پاشا وزیر اعظم مصر نے وزارت کی مشکلات کیوجہ سے استعفیٰ دیدیا ہے۔

— بتاویہ ۱۶ ر نومبر۔ پچھلے دو دن سے جزیرہ جاوا میں سخت زلزلے محسوس ہو رہے ہیں۔ اور جگہ جگہ سے زمین شق ہو کر گر پڑی ہے صوبہ [illegible] کے بہت سے دیسی قصبات تباہ ہوگئے ہیں۔ ایک موضع دریا میں جا پڑا اور پورا غرق ہوگیا۔ ۲۰۰ سے زیادہ موتیں ہوچکی ہیں۔ بہت سے لاپتہ ہیں۔ زلزلوں کا مرکز شہر ونوسوبو ہے۔ جہاں کے تمام مکانات منہدم ہوگئے ہیں۔

— بتاویہ ۱۷ ر نومبر۔ سرکاری طور پر اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ زلزلہ سے پانچ سو دس آدمی ہلاک ہوئے ہیں۔ ایک درجن گاؤں تباہ ہوئے ہیں۔ زمین ابھی تک لرزہ خیز ہے۔ ایک جوالا مکھی جو ۴ فیدم گہرا ہے۔ ابل رہا ہے۔

(باہتمام محمد عبد الرحمن کشمیری پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا)